

سپریم کورٹ رپورٹس [1996] 8 SUPP. ایس سی آر۔

متھلیش کمار

بنام

منوہر لال

30 اکتوبر 1996

[کے۔راما۔سوامی اور جی۔بی۔پٹانک، جسٹسز]

رجسٹریشن ایکٹ، 1908

دفعہ 17 (ایل) (بی)۔ زمین کے استعمال کے لئے خود ساختہ شرائط طے کرنے کے لئے کیا گیا معاہدہ۔ اس پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ کیا لازمی طور پر اندراج کیا جاسکتا ہے۔ منعقد: جائیداد پر حق کے استعمال کے بارے میں دیا گئی ضمانت۔ ناقابل نرخ سو روپے یا اس سے زیادہ نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ لہذا یہ لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز نہیں ہے۔

کاشی ناتھ بھاسکر داتار بنام بھاسکر وشویشور، اے آئی آر (1952) ایس سی 153۔
ایس۔ نورالدین بنام وی۔ ایس۔ تھیرو وینکیار ریڈیار اور دیگران، اے آئی آر (1996) ایس سی 1293۔
پچھمن داس بنام رام لال اور دیگر، (1989) 2 ایس سی آر 250۔ مسماتہ کرپال کور بنام بچن سنگھ اور دیگران، (1958) ایس سی آر 950۔ سردار سنگھ بنام کرشاد یوی (شریستی) اور دیگر، جے ٹی (1994) 3 ایس سی 465 = (1994) 4 ایس سی 18 اور بھوپ سنگھ بنام رام سنگھ میجر اور دیگران، (1995) 5 ایس سی 709، ممتاز ہیں۔

محمد حسین بنام کوروار سرپا، اے آئی آر (1954) حیدرآباد 14 اور گورڈن ساہی اور دیگر بنام جادونا تھ
رائے اور دیگر، آئی ایل آر (35) الہ آباد 202 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1980 کی دیوانی اپیل نمبر 2325۔

1972 کے ایس۔ اے۔ نمبر 470 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 26.10.79 کے فیصلے اور حکم
سے اپیل۔

جے۔ پی۔ گوئل، آر۔ پی۔ گوئل اور سٹیل کے جین شامل ہیں، درخواست گزار کی طرف سے۔

جی۔ ایل۔ ساٹھی، کے۔ بی۔ روہتگی اور محترمہ اپرناروہتگی، مدعا علیہ کی طرف سے۔

عدالت کا درج ذیل حکم دیا گیا:

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل الہ آباد ہائی کورٹ کے فاضل واحد جج کے 26.10.1979 کو
سول اپیل نمبر 68/71 میں دیے گئے فیصلے سے پیدا ہوئی ہے۔

درخواست گزار کی جانب سے مدعا علیہ کو 3 فٹ کا راستہ چھوڑ کر شمال میں چبوترہ کے علاوہ کوئی
تعمیرات کرنے سے روکنے اور مدعی کی جائیداد کے شمال، جنوب اور مشرق کی جانب کھڑکیاں، دروازے،
پرنا لے کھولنے سے روکنے کے لیے دائمی حکم امتناعی دائر کیا گیا تھا۔ درخواست گزار 26 جون 1964 کے
معاهدے پر انحصار کرتا ہے جسے مدعا علیہ نے مذکورہ بالا حقوق کی بنیاد کے طور پر نافذ کیا تھا۔ انہوں نے اس
بنیاد پر متبادل ریلیف بھی مانگا کہ اگر مذکورہ معاهدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی تعمیرات کی جاتی ہیں تو
مدعا علیہ کے کہنے پر اسے منہدم کرنے اور اس کی قیمت پر دروازے، کھڑکیاں، ہوان دان وغیرہ بند کرنے کا
لازمی حکم دیا جائے گا۔ شنوائی کرنے والی عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ لیکن مرافعہ پر اپیلیٹ کورٹ نے
10 مئی 1971 کے اپنے فیصلے اور حکم نامے کے ضلع منصف، کاشی پور کے حکم نامے کو تبدیل کر دیا اور

مقدمہ صرف آئٹم نمبر 1 اور 2 کے حوالے سے جاری کیا اور کہا کہ معاہدے کو اندراج کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری اپیل میں ہائی کورٹ نے کہا کہ اندراج ایکٹ کی دفعہ 17(1) (بی) کے تحت اشیاء کو لازمی طور پر اندراج کی ضرورت ہے۔ چونکہ معاہدہ رجسٹرڈ نہیں تھا، لہذا اپیل کنندہ کو اس بنیاد پر کسی بھی حق کا دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کے مطابق، اس نے دوسری اپیل کی اجازت دی، عدالت مراجع کے حکم کو تبدیل کیا اور اہل کورٹ کے حکم کی توثیق کی۔ لہذا یہ خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی ہے۔

تسلیم شدہ موقف یہ ہے کہ مدعا علیہ نے 1732.6 مربع فٹ کی جائیداد خریدی تھی جس میں شمال کی طرف 16 انچ چوڑی سڑک اور مغرب کی طرف اندرا گاندھی اسکول کی طرف 30 انچ چوڑی سڑک تھی۔ تعمیر کی گئی دکانیں جنوب کی طرف اپیل کنندگان اور مشرق کی طرف کھلی زمین ہوں گی۔ ضلع نینی تال کے کاشی پور کے محلہ گنج میں درخواست گزار سے اس کا اندراج رجسٹرار کے دفتر میں کرایا گیا۔ اگلے دن، یعنی 26.6.1964 کو، انہوں نے ایک شرط کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا:

”میں نے صرف زمین کا ایک ٹکڑا خریدا ہے، درخت اور دیوار نہیں۔ مذکورہ درخت اور دیوار جناب متھلیش کمار کے ہیں۔ مذکورہ درختوں اور دیوار کے حوالے سے مندرجہ ذیل شرائط و ضوابط ہیں:

(1) یہ کہ لالہ متھلیش کمار مذکورہ درختوں کو اکھاڑ ڈالیں گے اور اس کے 6 ماہ کے اندر دیوار کو منہدم کر دیں گے۔

(2) مذکورہ زمین کے ٹکڑے میں میرے ذریعہ جو بھی تعمیر کی جائے گی، میں جنوب، شمال اور مشرق کی طرف روزمرہ کے پانی کے بہاؤ کے لئے کوئی دروازہ یا کھڑکی یا ہوادان یا بارش کے پانی کے پائپ یا دیگر پائپ نہیں کھولوں گا۔ میں 16 فٹ چوڑے راستے کی طرف کوئی پلیٹ فارم یا بالکونی یا سیڑھیاں یا کوئی تعمیر نہیں کروں گا جو مشرقی متھلیش کمار نے میری زمین کے ٹکڑے کے سامنے اپنی زمین پر چھوڑا ہے۔

(3) کہ میں پلیٹ فارم سے 3 فٹ کا سیٹ بیک چھوڑنے کے بعد شمال میں اپنی چار دیواری کو بلند کروں گا۔

(4) اگر میں کسی شرائط یا شرائط کی خلاف ورزی کرتا ہوں، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، تو لالہ متھلیش کمار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اخراجات اور اخراجات پر قانون کے عمل کے ذریعے اس کو نافذ کریں۔

اس معاملے میں اہم سوال یہ ہے: کیا یہ معاہدہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے؟ مدعا علیہ کے سینئر وکیل جناب جی ایل ساگھی نے یہ دلیل دینے کی کوشش کی کہ اگرچہ اس معاہدے کی کسی بھی غور و خوض سے حمایت نہیں کی گئی ہے، لیکن یہ دستاویز قانون کی نظر میں معاہدہ نہیں ہے کیونکہ اس پر اپیل کنندہ نے دستخط نہیں کیے تھے اور اس لئے یہ دستاویز مقدمہ دائر کرنے کے حق کی بنیاد نہیں بنے گی۔ ہم فاضل وکیل کو اس دلیل پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے کہ 26 جون 1964 کے معاہدے کے سلسلے میں اپیلیٹ کورٹ اور ہائی کورٹ نے ایک حقیقت کے طور پر پایا کہ یہ مدعا علیہ کی جانب سے اپیل کنندہ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ہے۔ لہذا، یہ ثبوت پر غور کرنے کی بنیاد پر حقیقت کی ایک دریافت ہے۔ ہم مدعا علیہ کے فاضل وکیل کو یہ دلیل دینے کی اجازت نہیں دے سکتے کہ یہ معاہدہ نہیں ہے۔ جہاں تک معاہدے میں غور و خوض کی کمی کا تعلق ہے، کوئی درخواست نہیں ہے۔ نہ تو کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی عدالت مرافعہ یا ہائی کورٹ میں کوئی اعتراض اٹھایا گیا تھا۔ ان حالات میں ہم فاضل وکیل کو پہلی بار یہ درخواست اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد انہوں نے درخواست میں ترمیم کی اجازت مانگی۔ ہم انہیں ضابطہ دیوانی کے آرڈر 6 رول 17 کے تحت عرضی میں ترمیم کر کے تنازعہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

واحد اہم سوال یہ ہے کہ کیا معاہدہ لازمی طور پر رجسٹرڈ دستاویز ہے؟ بھارتیہ اسٹامپ ایکٹ کی دفعہ 2(10) میں "منتقلی" کی تعریف کی گئی ہے۔ نقل و حمل میں فروخت کی نقل و حمل اور ہر وہ آلہ شامل ہے جس کے ذریعہ جائیداد، چاہے وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، ایک دوسرے کے ذریعہ منتقل کی جاتی ہے اور جس کے لئے شیڈول 1 کے ذریعہ خاص طور پر فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ "دستاویزات" کی وضاحت سیکشن 2(14) کے تحت کی گئی ہے جس میں ہر وہ دستاویز شامل ہے جس کے ذریعہ کوئی حق یا ذمہ داری ہے، تخلیق، منتقل، منتقل، محدود، توسیع شدہ، بجھایا گیا یا ریکارڈ کیا گیا۔ لہذا یہ معاہدہ ایکٹ کی دفعہ 2(14) کے معنی کے اندر ایک آلہ ہے۔

عدالت مرافعہ نے اس بنیاد پر اپنا فیصلہ سنایا کہ معاہدے کے مطالعے سے پتہ چلے گا کہ اپیل کنندہ نے مدعا علیہ پر اپنا آسان حق باندھنے کی کوشش کی ہے۔ لہذا، یہ لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز نہیں ہے۔ ہائی کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ چونکہ دستاویز جائیداد سے لطف اندوز ہونے کے ان کے حق کو محدود اور ختم کرتی ہے، لہذا یہ ایکٹ کی دفعہ 17 (ایل) (بی) کے تحت لازمی طور پر رجسٹرڈ دستاویز ہے۔ چونکہ یہ رجسٹرڈ نہیں تھا، اس لئے یہ اصل مالک کے خلاف حکم امتناع کے لئے مقدمہ دائر کرنے کے لئے بنیاد نہیں بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے، معاہدے کی شق (2) میں یہ کہا گیا ہے کہ جو بھی تعمیر کی جائے گی، وہ جنوب-شمال کی طرف بہنے والے بارش کے پانی کے اخراج کے لئے کوئی دروازہ، کھڑکی، وینٹی لیٹر یا بارش کے پانی کے پائپ اور دیگر پائپ نہیں کھولیں گے اور انہوں نے 16 فٹ چوڑے راستے کی طرف کوئی پلیٹ فارم یا بالکونی یا سیڑھیاں یا کوئی تعمیر نہ کرنے کا بھی عہد کیا ہے۔ انہوں نے معاہدے کے تحت یہ بھی عہد کیا کہ وہ پلیٹ فارم سے 3 فٹ کی پیمائش کے بعد شمال میں کوئی چار دیواری نہیں بڑھائیں گے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ مدعا علیہ نے 25 جون 1964 کے بیعہ نامہ کے تحت خریدی گئی جائیداد کے اپنے حق کے استعمال اور لطف اندوزی کو محدود کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں، آیا دستاویز لازمی طور پر رجسٹرڈ دستاویز ہے یا نہیں، اس پر ایکٹ کی دفعہ 17 (ایل) (بی) میں استعمال ہونے والی زبان سے غور کرنا ہوگا۔ مدعا علیہ کے وکیل شری ساگھی کی دلیل یہ ہے کہ جب دستاویز غیر منقولہ جائیداد سے متعلق ہے اور دستاویز اس جائیداد کے تعلق سے حق کو محدود کرنے کی کوشش کرتی ہے، تو یہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے اور اس لئے دفعہ 17 (1) (بی) واضح طور پر معاملے کے حقائق پر لاگو ہوتی ہے۔ رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 50 کے تحت ایسی دستاویز کو نہیں دیکھا جاسکتا۔ دفعہ 17 (1) میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی دستاویز، جس جائیداد سے متعلق دستاویز سے متعلق ہے، سب رجسٹرار کے دائرہ اختیار میں کسی ضلع میں واقع ہے اور جیسا کہ ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد یا اس کے بعد نافذ کیا گیا ہے اور یہ کسی بھی گنتی شدہ دستاویز کے اندر آتا ہے، تو یہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے۔ شق (بی) میں کہا گیا ہے کہ دیگر غیر منقولہ دستاویزات جو موجودہ یا مستقبل میں ایک سو روپے یا اس سے زیادہ مالیت کی غیر منقولہ جائیداد میں سے کسی بھی صحیح عنوان یا مفاد کو تخلیق کرنے، تفویض کرنے، محدود کرنے یا ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں یا اس کا استعمال کرتی ہیں، یہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے۔ اگر یہ غیر اندراج ہے، تو رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 49 دستاویز کو اس کے تحت حق کے ثبوت کے طور پر قبول کرنے سے منع کرتی ہے۔ دفعہ 50 میں کہا گیا ہے کہ دفعہ 17 (1) یا دفعہ (اے) اور (بی) میں مذکور ہر قسم کی ایسی دستاویز، اگر

مناسب طور پر اندراج ہو تو، اسی جائیداد سے متعلق ہر غیر اندراج دستاویز کے خلاف، اور کوئی حکم یا حکم نہ ہونے کی صورت میں، چاہے وہ غیر اندراج دستاویز اندراج دستاویز کی نوعیت کی ہو یا نہ ہو، اس پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ معاہدہ اندراج دستاویز کی نوعیت میں نہیں ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ سیل ڈیڈ میں اپیل کنندہ نے مدعا علیہ کو جائیداد کے مکمل حق اور دلچسپی سے آگاہ کیا تھا اور مدعا علیہ کو کھلی زمین فروخت کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد، اس جائیداد کے سلسلے میں، مؤخر الذکر نے ایک معاہدے پر عمل درآمد کیا تھا جس میں اس طرح اور معاہدے میں بیان کردہ پابندیوں کے تحت گھر کی تعمیر کے اپنے حق کو محدود کیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ دستاویز تشخیص کے قابل ہے؟ یہ دیکھا گیا ہے کہ دفعہ 17 (1) کے تحت لازمی رجسٹریشن کے مقصد کے لئے جو مواد موجود ہے وہ یہ ہے کہ دستاویز کو موجودہ یا مستقبل میں، ایک سو روپے یا اس سے زیادہ مالیت کی کوئی بھی حق، عنوان یا سود، چاہے وہ ذاتی ہو یا غیر منقولہ جائیداد میں، سیکشن 17 (ایل) (بی) کے تحت لازمی رجسٹریشن پر زور دینے سے پہلے ان دونوں شرائط کو پورا کیا جانا چاہئے۔ ایکٹ کی دفعہ 49 یا دفعہ 50 دستاویز میں ایسی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی عائد کرتی ہے جو قانون کے تحت کسی مقصد کے لئے اندراج نہیں تھیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اس کی جائیداد پر حق کے استعمال پر پابندی ہے جو مدعا علیہ نے خریدی گئی جائیداد پر گھر یا دیوار کی تعمیر کے لئے کیا تھا۔ اگرچہ دلیل اسی جائیداد سے متعلق ہے، لیکن 25 جون، 1964 کے سیل ڈیڈ کا موضوع، مدعا علیہ کی طرف سے دیا گیا حلف نامہ جائیداد پر اس کے حق کے استعمال کے بارے میں ہے۔ یہ تشخیص کرنے سے قاصر ہے۔ نتیجتاً اس کی قیمت سو روپے یا اس سے زیادہ نہیں سمجھی جاسکتی۔ ان حالات میں، مدعا علیہ کی طرف سے اپیل کنندہ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 17 (1) (بی) کے تحت لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز نہیں ہے۔

محمد حمین بنام کوروار ایرپا، اے آئی آر (1954) حیدرآباد 14 میں حیدرآباد ہائی کورٹ کی ایک بیچ کو اسی طرح کی صورتحال میں اس سوال پر غور کرنا پڑا۔ اس کے تحت ایک معاہدہ یہ تھا کہ مشترکہ دیوار تعمیر کی جائے جو معاہدے کے وقت موجود نہیں تھی اور معاہدے سے منسلک کچھ شرائط تھیں۔ حکم امتناعی کے لئے مقدمہ دائر کر کے اسے نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ معاہدہ جائیداد سے لطف اندوز ہونے کے حق کو محدود کرتا ہے اور، لہذا، معاہدہ اندراج نہیں ہے، لہذا اسے نافذ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ڈویژن بیچ نے کہا تھا کہ اس طرح:

سوال یہ ہے کہ کیا ایک مشترکہ دیوار کھڑی کرنے کا معاہدہ جس سے کچھ شرائط وابستہ ہیں اور درخواست گزار کو کچھ حدود کے ساتھ دیوار تعمیر کرنے کی آزادی مستقبل میں یا غیر منقولہ جائیداد میں دلچسپی پیدا کرنے یا محدود کرنے کے مترادف ہے۔ یہ کہا گیا تھا کہ یہ حق کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں ہے اور اس لئے یہ لازمی اندراج دستاویز نہیں ہے۔

اس معاملے میں تشخیص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اگرچہ ہم نے یہ مانا ہے کہ یہ نقل و حمل یا محدود سہولت ہے یا جائیداد سے لطف اندوز ہونے کے حق پر قدغن ہے اور جائیداد کے لطف کو محدود کر سکتا ہے۔ لیکن سو روپے یا اس سے زیادہ کی ویلیو ایشن کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے دفعہ 17 (10) (بی) کی پابندی اس معاملے میں حقائق پر لاگو نہیں ہوتی ہے۔ جناب ساٹھی نے کاشی ناتھ بھاسکر داتار بنام بھاسکر وشویشور، اے آئی آر (1952) ایس سی 153 پر بھروسہ کیا ہے۔ اس میں مورٹگج ڈیڈ پر عمل درآمد کے بعد سروس فراہم کرنے پر غور کرنے پر درخواست گزار نے سود معاف کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح کی حد لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز ہے۔ پیرا گراف 7 میں یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ مورٹگج ڈیڈ میں مذکور شرح سود وصول کرنے کا حق قابل نفاذ ہے اور اس کے بعد کا معاہدہ جو کسی خاص شرح پر سود وصول کرنے کے حق کو محدود کرتا ہے یا ختم کرتا ہے، اس حق کو محدود کرنے کے لئے ایک آسان دستاویز ہے، لہذا یہ ایکٹ کی دفعہ 17 (ایل) (بی) کے تحت لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز ہے۔ سود کو محدود کرنے کی قدر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لہذا، یہ کہا گیا تھا کہ یہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے۔

گورڈن ساہی اور ایک اور بنام جادونا تھ رائے اور ایک اور آئی ایل آر 35 الہ آباد 202 میں بھی ایسا ہی سوال اٹھایا گیا تھا۔ اس صورت میں بھی، رہن پر عمل درآمد کے بعد، سود کی شرح کو کم کرنے کے لئے معاہدہ کیا گیا تھا۔ ڈویژن بیچ نے کہا تھا کہ چونکہ مورٹگج ڈیڈ کے تحت آنے والے سود کو چھوڑنے پر اتفاق کیا گیا تھا، لہذا یہ سود وصول کرنے کے حق کو ختم کرتا ہے۔ لہذا، یہ ایک لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز ہے۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ دستاویز پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

5 کا معاملہ ہے۔ نوردی بنام وی ایس تھیرو ویٹکنٹار یڈیار اور دیگر، اے آئی آر (1996) ایس سی 1293، اس معاملے میں حقائق پر کوئی اطلاق نہیں کرتے ہیں۔ اس میں، سمجھوتے کا حکم نامہ داخل کیا گیا تھا

جس کے تحت حقوق دستاویز کے تحت پہلی بار نہیں بلکہ پہلے سے موجود حق کے تحت بنائے گئے تھے۔ لہذا اس عدالت نے کہا تھا کہ یہ لازمی طور پر قابل اندراج دستاویز نہیں ہے۔

لچھم سی ایم داس بنام رام لال اور دیگر (1989) 2 ایس سی آر 250 کی دفعہ 259 کے معاملے میں اس عدالت نے کہا تھا کہ دفعہ 17(1) (بی) کا مقصد 100 روپے یا اس سے زیادہ مالیت کی غیر منقولہ جائیداد کے بارے میں موجودہ یا مستقبل میں حق کا اعلان کرنا ہے اور یہ نہ صرف خریدار کے فائدے کے لئے ہے بلکہ ہر ایک کے لئے نوٹس بھی ہے۔ قانون کی تجویز پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس معاملے میں، چونکہ ایوارڈ کی قیمت 100 روپے یا اس سے زیادہ ہے، اس لیے یہ مانا گیا کہ یہ لازمی طور پر اندراج دستاویز ہے۔ محترمہ کرپال کور بنام بچن سنگھ اور دیگر [1958] ایس سی آر 950 کے معاملے میں بھی یہی نظریہ اپنایا گیا تھا۔ سردار سنگھ بنام کرشاد یوی (شریستی) اور ایک اور بے ٹی (1994) 3 ایس سی 465 [1994] 4 ایس سی 18 کا معاملہ بھی اپیل گزار کی مدد نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح بھوپ سنگھ بنام رام سنگھ میجر اور دیگر کی اس عدالت نے پیرا گراف 12 میں کہا تھا کہ اگرچہ یہ ایک غیر منقولہ جائیداد تھی لیکن یہ پہلی بار سمجھوتے کے حکم نامے کے تحت حاصل کی گئی تھی اور دفعہ 17 (ایل) (بی) کے تحت اندراج نہیں تھی، اس کی ذیلی دفعہ (2) میں دی گئی استثنیات کا جائیداد پر کوئی اطلاق نہیں ہے حالانکہ اس کا تعلق جائیداد کے لطف اندوزی سے ہے۔

اس طرح، ہم سمجھتے ہیں کہ تمام فیصلے مدعا علیہ کو کوئی مدد فراہم نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد شری ساگھی کے ذریعہ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ درخواست گزار مدعا علیہ کی جائیداد کے استعمال کے حق کو محدود کر کے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر رہا ہے اور اپیل کنندہ کو مناسب غور و خوض کے ذریعہ معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ جب ہم نے اسے اپیل کنندہ کے وکیل کے سامنے رکھا، تو اپیل کنندہ کے سینئر وکیل جناب جے پی گوئل نے کہا ہے کہ ان کی جائیداد زیر بحث جائیداد سے متصل ہے اور وہ پورے وقت اس معاملے کو لڑ رہے ہیں۔ لہذا، اپیل کنندہ کو معاوضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ یہ اپیل کنندہ کے وکیل کے لئے قابل قبول نہیں ہے، لہذا ہم مدعا علیہ کے فاضل وکیل کی دلیل کو کوئی قبولیت نہیں دے سکتے ہیں۔

لہذا، غور کیا جائے تو ہمارا خیال ہے کہ ہائی کورٹ نے عدالت مراغ کے حکم اور دوسری اپیل میں اس اعتراضات کو تبدیل کرنے میں واضح طور پر غلطی کی تھی، حالانکہ اس کی مختلف وجوہات تھیں۔

اس کے مطابق اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور اپیلٹ کورٹ کے فیصلے کی توثیق کی جاتی ہے اور دوسری اپیل میں اعتراضات کو عبور کیا جاتا ہے۔ نتیجے میں، مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ لیکن ان حالات میں فریقین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اخراجات خود برداشت کریں۔

جی۔ این۔

اپیل کی اجازت ہے۔